کا مطالعہ ڈاکٹر فہد نے اپنی ایک دوسری تصنیف میں پیش کیا ہے جو منتظر طبع ہے۔

زیر نظر کتاب میں چار ابواب ہیں۔ پہلے باب میں نظم قرآن کی تاریخ پر اجمالی نظر ڈالی گئی ہے۔ دوسرے باب کا عنوان ہے نظم قرآن کے ادبی مطالعات۔ اس میں ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) رمانی (م ۳۸۴ھ) عبدالجبار اسدآبادی (م ۴۱۵ھ) خطابی (م ۳۸۸ھ) اور باقلانی (م ۴۰۳ھ) کے نظریات بیان کیے گئے ہیں۔ تیسرا باب دو فصلوں پر مشتمل ہے پہلی فصل میں عبدالقاہر جرجانی (م ۴۷۱ھ) کی تصانیف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغہ کی روشنی میں ان کے نظریۂ نظم سے مفصل بحث کی گئی ہے اور دوسری فصل میں جرجانی پر جدید مطالعات کا خلاصہ پیش کرکے ان پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں نظم قرآن پر زمخشری (م ۵۳۸ھ) کی تفسیر الکشاف کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔

زیر نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم اور منفرد پیش کش ہے فاضل مصنف نے دینی اور عصری دونوں تعلیم گاہوں سے کسب فیض کیا ہے اس لیے ان کی تحریروں میں علم و تحقیق کی گہرائی بھی ہے اور اظہار اور پیش کش کی سحر انگیزی بھی۔ اس کتاب میں موضوع کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

تصحیح کا اہتمام کرنے کے باوجود پروف کی خاصی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ آیات کو مصحف کے طرز کتابت پر اعراب کے ساتھ لکھنا مناسب تھا۔ نظم قرآن سے متعلق زمخشری کے افکار و خیالات کو اس کتاب کے بجائے دوسری کتاب میں شامل کرنا زیادہ موزوں تھا اس لیے کہ زمخشری کی زیادہ تر بحثیں نظم قرآن کے جامع اور وسیع تر تصور سے متعلق ہیں۔

امید ہے اہل علم کی جانب سے اس کتاب کی پذیرائی ہوگی۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

فقیہ الشام (امام) اوزاعیؒ

ڈاکٹر قاضی زین الساجدین صدیقی

دائرۃ المصنفین، مکتبہ علیہ، قاضی اسٹریٹ، میرٹھ۔ یوپی

سنہ اشاعت ۱۹۹۶ء، صفحات: ۲۰۰، قیمت درج نہیں۔

کتاب و سنت کے سرچشموں سے استفادہ کرکے جن فقہاء کرام نے فقہ اسلامی

کی تشکیل و تدوین کی عظیم خدمت انجام دی ہے ان میں ایک مشہور اور اہم نام فقیہ شام امام ابوعمرو عبدالرحمٰن الاوزاعی (۸۸ - ۱۵۷ھ) کا ہے۔ آپ ایک فقہی مسلک کے بانی تھے جسے ایک زمانے میں شام اور اندلس میں مقبولیت حاصل تھی لیکن بعد میں وہ متروک ہو گیا۔

امام اوزاعی کی سیرت اور فقہ پر کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ عربی زبان میں صرف دو چار مختصر کتابیں ملتی ہیں اور وہ بھی صرف حالات زندگی تک محدود ہیں۔ ڈاکٹر قاضی زین العابدین ریڈر شعبۂ دینیات سنی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے ذریعہ اہل علم کو فقہ اوزاعی سے روشناس کرایا۔ یہ درحقیقت وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو شعبۂ دینیات سنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔

کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں امام اوزاعی کے حالات زندگی، عادات و اطوار اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب دوم میں ان کے شیوخ اور تلامذہ کا مختصر تذکرہ ہے۔ باب سوم میں تصانیف، مکاتیب، خطبات اور مناظروں کے حوالے سے بحث ہے۔ باب چہارم عہد اوزاعی پر ہے۔ باب پنجم میں امام اوزاعی کی فقہ کا تعارف کراتے ہوئے اس کی خصوصیات، اصول، مراکز اور متروک ہو جانے کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیقی مقالہ کا اصل حصہ جس میں فقہ، حدیث اور شروح حدیث کی کتابوں کی مدد سے فقہ اوزاعی کی جزئیات اکٹھا کی گئی ہیں، اس کتاب میں شامل نہیں ہے۔ اسے الگ سے شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ اس کتاب کی ترتیب و طباعت میں انتہائی لاپروائی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً باب اول ص ۶۷ پر ختم ہوا ہے مگر باب دوم کا صفحہ ۶۲ اور ص ۶۳ کے درمیان ہی لگ گیا ہے۔ باب پنجم کا آغاز ص ۱۵۶ سے ہو گیا ہے جبکہ باب چہارم کا آخری صفحہ آگے ص ۱۵۹ پر لگا ہوا ہے۔ تلامذہ کی فہرست میں شروع میں ۵۶ نام گنائے گئے ہیں لیکن جب ہر ایک کا الگ الگ تذکرہ کیا گیا تو یہ فہرست ۶۰ تک پہنچ گئی ہے۔ "اسی" اور "یہی" جیسے الفاظ کو ہر جگہ "اس ہی" اور "یہ ہی" لکھا گیا ہے۔ امید ہے فاضل مصنف اپنے تحقیقی مقالہ کے بقیہ حصہ کو بھی جلد شائع کروائیں گے۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)